ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL

Vol.9. No.1.2026

پیر نصیرالدین نصیر کی رباعی گوئی کا تجزیاتی مطالعہ

An Analytical Study of Pir Naseer-ud-Din Naseer's Rubai Writing

رضوان منیر

پی ایچ ڈی اسکالر اردو الحمد اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد کیمپس

ڈاکٹر مظفر حسین

ایسوسی ایٹ پروفیسر اردو الحمد اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد کیمپس

Abstract

This article examines the life, spiritual lineage, and literary contributions of Pir Syed Ghulam Naseer-ud-Din Shah, known as Naseer-ud-Din Naseer (1949–2009), a prominent Sufi scholar-poet of the Golra Sharif shrine tradition in Pakistan. Born into a distinguished religious family tracing descent to Sheikh Abdul Qadir Jilani and, through him, to Imam Hussain, Naseer received his early religious education entirely within the khanqah system rather than formal state institutions, mastering Quranic recitation, Persian and Arabic literature, jurisprudence, and hadith from a young age. The study traces the historical background of the Golra shrine, founded by his ancestors after their migration from Sadhaura, and situates Naseer within this Sufi genealogical and intellectual context. It catalogues his eighteen published works—seven poetic collections and eleven prose treatises—before focusing primarily on his quatrain (rubai) collection "Rang-e-Nizam," comprising 483 verses. The analysis demonstrates how Naseer used the classical rubai form to address a wide range of themes: divine mercy and human sinfulness, love for the Prophet Muhammad, praise of Sufi saints and the Prophet's family, the transience of worldly life, the primacy of prayer, humility versus arrogance, and reflections on human mortality. Particular attention is given to his bold social critique: unlike many contemporaries, Naseer openly criticized corruption and hypocrisy within the shrine (khanqahi) system itself, condemning self-styled spiritual leaders, hereditary custodians who exploited ancestral names for worldly gain, and the gap between outward piety and inner sincerity among religious figures. The article argues that Naseer's rubaiyat extended the thematic scope of the classical quatrain tradition by fusing devotional, mystical, and socially critical content, reflecting both his scholarly rigor and his uncompromising commitment to truth despite facing opposition from within religious circles.

Keywords: Naseer-ud-Din Naseer, Golra Sharif, Sufism, Khanqahi system, Rubai (quatrain), Rang-e-Nizam, Urdu poetry, Mysticism, Tasawwuf, Sufi lineage, Religious reform, Social critique, Chishti order, Prophetic love (Naat), Islamic spirituality, South Asian Sufi literature

سوانحی کوائف:

"سید غلام نصیرالدین شاہ المعروف نصیرالدین نصیر 14 نومبر 1949ء کو حضرت سید غلام معین الدین شاہ المعروف لالہ جی کے ہاں گولڑہ شریف میں پیدا ہوئے۔ آپ کی والدہ کا نام غلام خدیجہ تھا" [1]

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

آپ پیر سید غلام محی الدین المعروف بابو جی کے پوتے اور حضرت پیر مہر علی شاہؒ کے پر پوتے تھے۔ پیر نصیر الدین نصیر کا سلسلہ نسب ستائیس واسطوں سے شہنشاہ بغداد حضرت سید عبد القادر جیلانی سے ہوتا ہوا نواسہ رسول حضرت امام حسینؓ بن علی بن ابو طالب سے ملتا ہے۔

پیر نصیر الدین نصیر کی شادی اپنے چچا سید شاہ عبد الحق کی بیٹی کنیز رابعہ سے ہوئی آپ کے تین بیٹے اور ایک بیٹی ہے۔ سید غلام نظام الدین جامی گیلانی، سید غلام نجم الدین شاہ گیلانی، سید غلام شمس الدین شاہ گیلانی، سید کاظمہ گیلانی ہیں۔ پیر نصیر الدین نصیر نے علم تجوید چھ برس کی عمر میں حاصل کیا۔ قرآن مجید کے ساتوں لہجے بڑی محنت سے سیکھے اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہوا اس میں آپ کو بڑی مہارت حاصل ہوئی۔ قاری محمد رفیق چشتی کے بقول

> "گیارہ سال کی عمر میں اجمیر شریف خواجہ غریب نواز کی محفل میں ختم شریف پڑھا اور بغداد شریف میں حضرت پیرانِ پیر شیخ عبد القادر جیلانیؒ کی مسجد میں منبر رسول ﷺ پر بیٹھ کر آپ نے عشاقی لہجہ، مجازی لہجہ، مصری لہجہ وغیرہ میں سورۃ الرحمٰن کی تلاوت فرمائی تو لوگ اکٹھے ہو گئے کہ ایک عجمی قرآن پاک کی تلاوت کر رہا ہے اور تمام عربی حیران رہ گئے "2

پیر نصیر الدین نصیر نے درس نظامی پڑھا فارسی زبان وادب کے دستور و قواعد، عربی زبان کے قواعد (صرف و نحو) تفسیر، حدیث، فقہ و اصول، مذہبی علوم میں کمال حاصل کیا کسی سرکاری سکول و کالج یا یونیورسٹی میں ایک دن بھی حصول علم کے لیے نہ گئے۔ اپنی ابتدائی تعلیم خانقاہ گولڑہ کے مدرسہ میں حاصل کی۔

خانقاہی پس منظر:

برصغیر کی تاریخ پر نظر ڈالنے سے یہ واضح پتہ چلتا ہے کہ جس نور ہدایت کی کرنیں غارِ حرا سے پھوٹی تھیں وہ بہت جلد عرب سے نکل کر پوری دنیا میں پھیل گئیں۔ برصغیر میں افواج کے ساتھ مبلغین اور صوفیاء و اولیاء کے اخلاق و کردار سے اسلام پھیلا ہے۔ ہندوستان میں ذات پات کے نظام نے معاشرے کو جکڑا ہوا تھا اسلام نے نسلی امتیازات کے فرق کو ختم کر کے مساوات کا درس دیا اور اسلامی تعلیمات کو پھیلایا گیا ہے۔ صوفیا و اولیاء کے دست حق پر لاکھوں لوگ دائرہ اسلام میں آئے۔ علما و محققین و مبلغین کی فلسفیانہ اور فقیہانہ جدوجہد وہ کمال اور رنگ نہ دکھا سکی جس قدر صوفیاء اور اولیاء کی سادہ باتوں اور خلوص سے لوگ متاثر ہوئے اور اسلام تیزی سے برصغیر میں پھیلا۔

درگاہ گولڑہ کی بنیاد:

پیر نصیر الدین نصیر کے آباؤاجداد بھارت کے موجودہ ضلع انبالہ کے قصبہ شاہ دھوڑا سے ہجرت کر گولڑہ شریف آئے تھے۔ پیر سید روشن دین اور سید رسول شاہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ فریضہ حج کے بعد بغداد شریف بصرہ سے ہوتے ہوئے کابل پہنچے جہاں امیر کابل نے ایک علمی مناظرے میں بڑے صاحبزادے پیر سید روشن دین کے کمال سے متاثر ہو کر منصب قضا پیش کیا مگر آپ نے قبول نہ کیا اور کابل سے وطن واپس جاتے ہوئے سرزمین گولڑہ میں سکونت پذیر ہو گئے یہ غالباً بارہویں صدی ہجری کے آخر کی بات ہے۔ 3

پھر اپنے اہل عیال و خدام کو سادھوڑا سے گولڑہ بلا لیا اور یہیں پر تبلیغ و اشاعت کا سلسلہ شروع کر دیا۔ پیر سید روشن دین پیر مہر علی شاہ کے دادا سید غلام شاہ کے والد بزرگوار تھے۔

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

پیر نصیر الدین نے ایک علمی وادبی اور مذہبی گھرانے میں آنکھ کھولی تھی ہر وقت گھر پر علمی وادبی ماحول میسر تھا۔اپنے شعری ذوق کے بارے میں اظہار خیال کرتے ہیں کہ میں نے جب شاعری کی ابتدا کی تو اس وقت میری عمر دس سال تھی جب تیرہ چودہ سال کا ہوا تو فارسی میں ٹوٹے پھوٹے مصرعے جوڑ لیتا تھا۔میرے استاد محترم حضرت مولانا فتح محمد صاحب عربی اور فارسی ادب کے علاوہ اردو ادبیات پر بھی مکمل دسترس رکھتے تھے مگر طبعاً شعری ذوق کم پایا تھا۔۔۔۔۔۔جب میں شعر گوئی سے باز نہ آیا تو ایک دن استاد صاحب نے پڑھاتے پڑھاتے بند کر دی اور مجھ سے فرمانے لگے کہ تو اگر واقعتاً شاعر ہے تو اس مصرع پر میرے سامنے شعر کہہ کر دکھا۔۔۔۔خواجہ حافظ کا مصرع بہ طورِ طرح دیا تھا "سینہ مالامالِ درد است اے دریغا مرہم" اللہ تعالیٰ نے مجھے سرخرو کیا اور یوں میں نے ایک گھنٹے میں شعر کہہ لیے اور استاد صاحب کی خدمت میں پیش کر دیے۔اشعار پڑھ کر استاد صاحب نے مولوی ممتاز صاحب کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا میں سمجھتا تھا کہ یہ غلط بیانی سے کام لیتا ہے اور کسی دوسرے سے شعر کہلوا کر اپنے نام سے منسوب کر دیتا ہے مگر آج پتہ چلا کہ یہ کم بخت کچھ نہ کچھ کہہ سکتا ہے تب جا کر میری جان چھوٹی"۔4

تصانیف

پیر نصیر الدین نصیر نے تحریر و تقریر ہر دو میدان میں اپنی طبع کے جوہر دکھائے ہیں ان کی تصانیف کی تعداد اٹھارہ ہے جن میں سات شعری مجموعے اور گیارہ نثری تصانیف ہیں۔

شعری مجموعے

1۔آغوش حیرت 2۔پیمان شب 3۔دیں ہمہ اوست 4۔فیض نسبت 5۔رنگ نظام 6۔عرش ناز 7۔دست نظر

نثری تصانیف

1۔امام ابو حنیفہ اور ان کا طرز استدلال 2۔نام و نسب 3۔راہ و رسمِ منزل ہا 4۔لفظ اللہ کی تحقیق 5۔قرآن مجید کے آدابِ تلاوت 6۔موازنہ علم و کرامت 7۔اعانت و استعانت کی شرعی حیثیت 8۔حضرت پیران پیر کی شخصیت، سیرت اور تعلیمات 9۔کیا ابلیس عالم تھا؟ 10۔اسلام میں شاعری کی حیثیت 11۔لطمۃ الغیب علیٰ ازالۃ الریب

تیرہ فروری 2009ء بروز جمعۃ المبارک نماز جمعہ کی تیاری کر کے مسجد جانے لگے تھے اچانک طبیعت خراب ہو گئی ہسپتال لے جایا گیا ڈاکٹر نے کہا کہ دل ڈوب گیا ہے۔پیر نصیر الدین نصیر شریعت اور طریقت کی مکمل پاسداری کرتے تھے۔شریعت ظاہر پر زور دیتی ہے جب کہ تصوف ظاہری صفائی کے ساتھ ساتھ باطن کی طہارت کو بھی اہمیت دیتی ہے شریعت اور طریقت میں کوئی تضاد نہیں ہے بلکہ تمام صوفیاء کرام نے اس بات کی صراحت کی ہے کہ تکمیل شریعت ہی کا نام تصوف و طریقت ہے۔اتباع رسول ﷺ جب تک ظاہر تک محدود رہے اس کا نام دین و شریعت ہے اور جب قلب و باطن بھی نورانیتِ رسول سے منور ہو جائے تو یہ تصوف و طریقت ہے۔غلاظت ظاہر کو دور کرنا طریقت ہے۔

نفس امارہ پر غلبہ حاصل کرنا، نفس لوامہ و نفس ملہمہ کو بیدار رکھنا اور نفس مطمئنہ کو منزل کو حاصل کرنا طریقت کی راہ اور تصوف ہے

فقہ و شریعت کی طرح تصوف و طریقت کی بھی اپنی اصطلاحات اور واردات و کیفیات ہیں لیکن ان تمام مباحث کا لب لباب خود شناسی و خدا شناسی اور مخلوق خدا سے محبت کے معاملات سے مربوط ہے۔

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

پیر نصیر الدین نصیر علم دین ہونے کے ساتھ ساتھ صوفی بھی ہیں انھوں نے اپنی شاعری میں ان باتوں کا بھی خیال رکھا ہے کہ وہ تصوف و طریقت کے ساتھ ساتھ شریعت کی پاسداری بھی کرتے ہیں۔انھوں نے اپنی رباعیات میں بھی اس چیز کو مد نظر رکھا ہے اور آج کے دور کے علماء و گدی نشینوں اور آج کی خانقاہوں کے حوالے سے بات کی ہے۔انھوں نے ان سب کا گہرائی سے مطالعہ و مشاہدہ کیا ہے اور ان کے کردار کو قریب سے دیکھا ہے "آج سے تقریباً دس سال قبل مجھے بعض عالی نسب مشائخ، نام نہاد مولویوں اور مفتیوں کو انتہائی قریب سے دیکھنے کا اتفاق ہوا خصوصاً درگاہ گولڑہ شریف سے تعلق رکھنے والے علماء و مفتیان ان کے دلوں میں اللہ اس کے رسول ﷺ اور شریعت کا کتنا احساس ہے اس کا مجھے خوب اندازہ ہو گیا۔یہ لوگ کہتے کیا اور کرتے کیا ہیں؟ یہاں تو ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور والی بات نکلی"۔5

پیر نصیر الدین نصیر نے جب سچ بیان کیا تو بہت سے لوگ ان کی مخالفت میں آ گئے لیکن پیر نصیر الدین نصیر نے سچ کے راستے کو نہ چھوڑا اور لوگوں کی مخالفت کی ذرا بھی پرواہ نہ کی۔ پیر نصیر الدین نصیر شریعت کی بات کرتے تھے اور وہ موجودہ خانقاہی نظام میں خرابیوں پر سوالات اٹھاتے نظر آتے ہیں انھوں نے معاشرے میں جہاں خرابی دیکھی ہے اس پر کھل کر اظہار فرمایا ہے۔ پیر نصیر الدین نصیر کی اردو رباعیات کا مجموعہ "رنگ نظام" اس کا ثبوت ہے اس میں انھوں نے قرآن و حدیث کو سامنے رکھا اس مطالعے کی بنیاد پر اپنے جذبات و خیالات کا اظہار رباعی کی صورت میں کیا ہے۔

اس مجموعے میں ان کی چار سو تراسی رباعیات موجود ہیں ان میں انھوں نے زندگی کے مختلف رویوں اور حقیقتوں کو بیان کیا ہے۔ پیر نصیر الدین نصیر صرف عالم اور پیر نہ تھے بلکہ وہ ایک ادیب اور شاعر بھی تھے جن کا مشاہدہ اور مطالعہ بہت وسیع ہے۔اگر وہ صرف کسی ایک حد تک محدود رہتے پھر بھی ان کے گرد لوگوں کا ہجوم ہوتا لیکن وہ کسی شاعر ادیب عالم با عمل اور با عمل پیر اور صوفی تھے۔

ان کے اگر صرف عالم کے حوالے سے دیکھا جائے تو جہاں کہیں تقریر یا تلاوت کرتے تھے لوگ جوق در جوق ان کو سننے آتے تھے۔

ان کے بے باکانہ انداز بیان اور سچ بیان کرنے کی وجہ سے زندگی میں بہت سے مخالفین تھے۔انھوں نے لوگوں کی مخالفت کی کبھی بھی ذرہ برابر پرواہ نہ کی۔ہمیشہ سچ کو پھیلایا اور سچی بات کی ان کی اردو رباعیات میں زندگی کے مختلف گوشوں کو بے نقاب کرنے کی کوشش کی ہے۔اپنی بہت ساری رباعیات لکھتے ہوئے قرآن پاک کی آیت یا حدیث پہلے لکھی اس کے بعد رباعی میں اس بات کے معنی کو کھولا اور اپنی التجا بھی رب کے حضور پیش کر دی۔

ان ربک واسع المغفرۃ القرآن

ترجمہ: بے شک آپ کا رب کشادہ مغفرت والا ہے(32:53)

عطائے محض

حاجات کی ناؤ کھے رہا ہے پھر بھی
احسان سے کام لے رہا ہے پھر بھی
میں جرم پہ جرم کر رہا ہوں لیکن
قربان ترے کی دے رہا ہے پھر بھی 6

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

انسان اس کی نافرمانی سے باز نہیں آرہے ہیں لیکن پھر بھی اللہ تعالیٰ احسان فرمارہا ہے اس کی ہر ضرورت اور حاجت پوری ہوری ہے انسان جو ساری نعمتیں کھارہے ہیں زندگی میں بھرپور لطف اٹھارہے ہیں یہ اللہ کا احسان اور کرم ہے کہ وہ پھر بھی نافرمانی کے باوجود لوگوں کو ڈھیل دے رہا ہے ان کی خطاؤں کو معاف کررہا ہے۔

پیر نصیرالدین نصیر نے اپنی رباعیوں میں زندگی کے حوالے سے اور معاشرے کے حوالے سے لکھا ہے ان کے ہاں بہت سے موضوعات نظر آتے ہیں وہ صرف حمد، نعت یا مناقب و مناجات پر نہیں لکھ رہے وہ زندگی اور معاشرے میں پیش آنے والے واقعات اور رویوں کو سامنے لاتے ہیں ان کی رباعیات میں حضور نبی کریم ﷺ سے محبت اور عقیدت کا بھی بھرپور اظہار موجود ہے۔ آپ ﷺ کی ولادت باسعادت کو بھی دلکش انداز میں بیان کرتے ہیں

۔

دنیا میں رسولؐ انس و جاں آتے ہیں
پیغمبرِ آخر الزماں آتے ہیں
میلاد مناؤ اے مقدر والو !
سلطانِ رسولانِ جہاں آتے ہیں

پیر نصیرالدین نصیر نے میلاد کی اہمیت کو بیان کیا ہے اور آپ ﷺ کے آنے کی خوشی میں اپنے مقدر پر ناز کیا ہے کہ آپ ﷺ ہر جن وانس اور پوری کائنات کے لیے رحمت اللعالمین ہیں۔ اس کے ساتھ پیر نصیرالدین نصیر نے آپ ﷺ کی ازواج مطہرات کی شان اور اہمیت کو بھی بیان کیا ہے کہ ان کے مقام و مرتبہ کیا ہے ازواج مطہرات تمام مومنوں کی مائیں ہیں ان کی یہ شان بہت اعلیٰ وارفع ہے۔ پیر نصیرالدین نصیر نے کلاسیکی رباعی کی روایت کو آگے بڑھایا ہے۔ انھوں نے اپنی رباعیات میں انسان کی عظمت اور کردار کی بات کی ہے وہ علم کی فضیلت کو بیان کرتے ہیں انسان علم کی بنیاد پر آج نت نئی ترقی کی منازل طے کررہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آدم کو علم عطا فرمایا تھا۔

ہر شے کا مزاج و مدعا جانتا ہے
گونگوں کی زبانِ التجا جانتا ہے
کہلاتے پھر و غزالی و رازیِ وقت
تم کچھ نہیں جانتے ! خدا جانتا ہے 7

پیر نصیرالدین نصیر کی رباعیات میں عشق حقیقی اور عشق مجازی دونوں رنگ اپنا جادو جگاتے ہیں۔ انھوں نے صوفیانہ اور حکیمانہ موضوعات کے ساتھ ساتھ رندانہ اور عاشقانہ مضامین کو بھی بیان کیا ہے۔ انھوں نے رباعی کو موضوعاتی وسعت عطا کی ہے۔ انھوں نے حقیقت کا اظہار کیا ہے وہ اپنے خیالات کو بہترین انداز میں سامنے لاتے ہیں۔

یہ لطف یہ طرزِ جور دیکھا نہ سنا
یہ رنگ ،یہ ڈھب ،یہ طور دیکھا نہ سنا
کہتے ہیں یہ بات دیکھ سن کر تم سے

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

تم سا کوئی ہم نے اور دیکھا نہ سنا 8

پیر نصیر الدین نصیر نے دنیا کی بے ثباتی اور فانی زندگی کو بھی بیان کیا ہے وہ دنیا کی رنگینیوں کو فانی اظہار خیال کرتے ہوئے باقی کی طرف اشارہ کرتے ہیں جو ہمیشہ موجود ہے جسے فنا نہیں ہے۔ وہ لوگون کو اس فانی دنیا کے مقابلے میں باقی اور ہمیشہ رہنے والے زندگی اور ہمیشہ سے موجود ذات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے نیک کاموں کا کہتے ہیں وہ انسانوں کو فنا اور بقا کے تصور سے آگاہ کرنے کی کوشش کرتے نظر آتے ہیں۔

دنیا کی چمک دمک سے آنی فانی
جیسے کہ ہے موجوں کی روانی فانی
باقی سے مقابلہ نہیں ہے فانی کا
باقی باقی ہے اور فانی فانی ہے 9

پیر نصیر الدین نصیر رباعی کے اسرار و رموز سے آگاہ تھے۔ وہ اس فن پر مکمل دسترس رکھتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ انھوں نے رباعی کے صنفی تقاضوں سے پورا پورا انصاف کیا ہے۔ انھوں نے اپنی رباعیات میں منقبت کو بیان کیا ہے اصحاب و اہل بیت کے ساتھ ساتھ انھوں نے اولیاء کرام کی شان میں بھی رباعیاں لکھی ہیں۔ ان کے ہاں حضرت علیؑ، شہدائے کربلا، سیدہ زینب، پنج تن پاک،

چار یار، آل و اصحاب کی شان میں لکھی گئی رباعیات موجود ہیں اس کے ساتھ ساتھ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی، اولیائے امت، بابا فرید، خواجہ نصیر الدین چراغ دہلی، خواجہ بندہ نواز، خواجہ نظام الدین، خواجہ فخر الدین، خواجہ نور محمد مہاروی، خواجہ شاہ سلیمان تونسوی، خواجہ اللہ بخش تونسوی، خواجہ محمود تونسوی، حضرت شمس الدین سیالوی، فیضان پیر مہر علی، حضرت بابو جی کی شان میں بھی رباعیات لکھی ہیں جہاں ان سب بزرگوں کی شان و عظمت اور بزرگی کو بیان کیا ہے۔ ان سب کو خراج عقیدت پیش کیا ہے۔

پیر نصیر الدین نصیر نے اپنے علم کی بنیاد پر مختلف اسرار و علوم کو بیان کیا ہے۔ ان کی رباعیوں میں عزت انبیاء اور مقصد بعثت کو بیان کیا گیا ہے۔ وہ شریعت کے تقاضوں کی پابندی کی بات کرتے ہیں اور عزت کا معیار شریعت کی پابندی کو قرار دیتے ہیں۔ وہ اس نقطے کو بیان کرتے ہیں کہ لوگوں کی عزت کا معیار شریعت کی پابندی ہے۔ وہ شریعت کے تقاضوں اور اصولوں کو پورا کرنے کی بات کرتے ہیں عزت کا معیار شریعت پر عمل پیرا ہونے کو قرار دیتے ہیں۔

ذاتی ہے نصیر صرف رب کی عزت
دولت کی نہ خون اور نسب کی عزت
ہو پیر کہ مولوی ہو یا کوئی ہو
وابستہ شریعت سے ہے سب کی عزت 10

عزت صرف اسی کی ہے جو شریعت کے اصولوں پر کاربند ہے اگر شریعت کی پاسداری نہ ہو رہی ہو تو اس شخص کی کوئی عزت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی کوئی عزت نہیں سب کی عزت صفاتی ہو گی۔ پیر نصیر الدین نصیر نے گہرے اسرار اور موز کو بیان کیا ہے اس کے ساتھ ساتھ وہ موجودہ دور کے حاکموں پر بھی طنز کرتے ہیں اور انھیں بتاتے ہیں کہ کرسی کسی کی نہیں ہے صرف رب کی کرسی قائم و دائم ہے جو لوگ کرسی کے چکر میں رہتے ہیں اور صحیح غلط کی پہچان نہیں کرتے ان کو اس بات پر غور کرنا چاہیے کہ حاکمیت صرف اللہ کی ہے۔ دنیاوی عہدوں کے لالچ میں وہ اپنی آخرت کی فکر کریں اور

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

اس کو برباد نہ کریں۔ دنیاوی عہدے اور کرسی ہمیشہ کسی کے پاس نہیں رہے دنیا میں حکمران بدلتے رہتے ہیں۔ لوگوں کو کرسی کے حصول کے لیے اپنی آخرت برباد نہیں کرنی چاہیے انسان نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔ انسان کی موت کا وقت مقرر ہے۔ انسان ایک لمحے میں ایک جگہ سے دوسری جگہ چلا جاتا ہے۔ لمحوں میں صورتحال بدل جاتی ہے انسان کی حیثیت تبدیل ہو جاتی ہے۔ اس کو اپنی آخرت کی فکر بھی ہونی چاہیے اس کو یہ نہیں سوچنا چاہیے کہ آج اس کے پاس کیا نہیں ہے۔ بلکہ اس کو یہ سوچنا چاہیے کہ مرنے کے بعد اس کے پاس کیا ہو گا۔ یہ دنیاوی آسائشیں اور مال و دولت اس دنیا میں رہ جائے گا۔

اس کو اپنے انجام پر نظر رکھنی چاہیے۔ پیر نصیر الدین نے اپنی رباعیات میں توحید کا موضوع بھی چھیڑا ہے اس کے ساتھ ساتھ وہ ارکان اسلام اور نماز کی اہمیت کو بھی رباعی کی صورت میں بیان کرتے ہیں۔ حدیث میں ہے نماز دین کا ستون ہے وہ اس بات کا یوں اظہار کرتے ہیں۔

کچھ بھی نہیں ترکی و حجاز ہونا
علامہ و شیخ وقتِ رازی ہونا
ازروئے شریعت اک مسلماں کے لیے
ہے سب سے بڑی چیز نمازی ہونا 11

پیر نصیر الدین قرآن و حدیث کی روشنی میں بات کی ہے کہ نماز مسلمانوں پر مقررہ وقت میں فرض ہے اور نماز کے لیے اللہ تعالیٰ نے بے شمار انعامات کا ذکر فرمایا ہے۔ نماز میں امیر و غریب کا فرق ختم ہو جاتا ہے۔ نماز مسلمانوں کے لیے اللہ سے رجوع کرنے کا ذریعہ ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ موت اور رب کی پکڑ جو ظالموں کے لیے ہے اس پر بھی بات کرتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے اور اس بیان کردہ احکامات کی پیروی کا ذکر کرتے ہیں۔ اعتدال کے بارے میں بات کرتے ہیں تکبر اور ظلم سے بچنے کے لیے رباعیات لکھتے ہیں ان میں دراصل قرآن و حدیث کے موضوعات کو آسان الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔

دنیا کی فانی حیثیت اور آخرت کی بہتری کے لیے انسان کو سوچنے کی ترغیب دیتے ہیں آخرت کو سامنے رکھ کر انسان کو اپنے اعمال پر غور و فکر کرنے کی دعوت دیتے ہیں۔ صبر اور شکر کے حوالے سے بات کرتے ہیں۔ قرآن میں جو صبر و شکر کا بیان آیا ہے اس کو سامنے رکھتے ہوئے اپنی رباعیات میں صبر و شکر کے حوالے سے ترتیب دیتے ہیں۔ انھوں نے انسان کی تخلیق کے قرآنی بیان کو

سامنے رکھتے ہوئے انسان کی تخلیق کو موضوع بحث بنایا ہے۔ انسان کو اپنی تخلیق پر غور و فکر کرتے ہوئے اکڑنے کی بجائے اپنی اوقات کے اندر رہنے کی بات کی ہے۔ انسان ایک اچھلتے ہوئے پانی کے قطرہ سے ترتیب پاتا ہے تو پھر اس میں اکڑ کیسی ہے۔ انسان کو اپنی اصلیت پر غور کرنا چاہیے اور عاجزی اور انکساری کے ساتھ زندگی بسر کرنی چاہیے۔ وہ اس رباعی میں لوگوں کو دعوت غور و فکر دیتے ہیں۔

تو کیا ہے یہ تجھ کو وقت بتلائے گا
پیروں کے تلے ترا یہ سر آئے گا
اتنا بھی گھمنڈ آج ہستی پہ نہ کر
کل نام و نشان بھی تیرا مٹ جائے گا 12

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

انسان کو فنا ہے انسان مرنے کے بعد مٹی میں دفن کر دیا جاتا ہے۔اس کے عزیز ترین لوگ بھی اس کو بھول کر اپنی زندگی میں مگن ہو جاتے ہیں۔یوں اس کا نام و نشان بھی ختم ہو جاتا ہے۔انسان کو پھر غرور کس بات کا ہے انسان کو ہمیشہ عاجزی اور انکساری کے ساتھ زندگی بسر کرنی چاہیے۔بیشتر رباعیات میں انسان اور اس کی زندگی کے مختلف پہلوؤں کو بیان کیا ہے اس کے تکبر، غرور، عاجزی اور احسان مندی کے ساتھ صبر و شکر کے حوالے سے رباعیات موجود ہیں۔پیر نصیر کا تعلق پاکستان کی ایک بڑی چشتی خانقاہ گولڑہ شریف سے تھا وہ اپنے وقت کے نہایت معروف اور مقبول اولیاء میں سے تھے اس کے باوجود انھوں نے خانقاہی نظام کے اندر ریاکاریوں، خرابیوں اور ناہمواریوں کو بیان کیا ہے۔وہ موجودہ دور کے پیران عظام کی مکاریوں اور ریاکاریوں کو بھی سامنے لاتے ہیں اس کے ساتھ ساتھ آج کل کے دور میں مریدوں کے رویوں اور ان کی خوشامد کو بھی زیر بحث لاتے ہیں۔انھوں نے بڑی جرات اور بے باکی کے ساتھ ان سب چیزوں کو اپنی رباعیات میں بیان کیا ہے "رنگ نظام" میں شامل بہت ساری رباعیات میں وہ محراب و منبر کے ان جھوٹے وارثوں اور خانقاہ و مدرسہ کے نام نہاد مجاوروں کی حقیقت کو سامنے لایا ہے۔آج کل کے خانقاہی نظام میں خامیوں کی نشاندہی کرتے نظر آتے ہیں۔وہ لوگوں کو اپنے ظاہر و باطن کو ایک جیسا کرنے میں لوگ بظاہر حسین بنتے ہیں لیکن اندر سے ان کے وہی نفرت کینہ حسد ہوتا ہے۔جو لوگوں کی نظروں سے وہ چھپا کر رکھتے ہیں اپنی نفرت کا اظہار نہیں کرتے بلکہ پیٹھ پیچھے سے دوسروں کو نقصان پہنچانے کے درپے ہوتے ہیں۔پیر نصیر لوگوں کو اپنے باطن کو صاف کرنے کا کہتے ہیں۔

چہرے پہ ترے رونق اوصاف نہیں
سیرت میں تیری جلوہ اسلاف نہیں
ظاہر تیرا اُجلا نظر آتا ہے
باطن ترا ظاہر کی طرح صاف نہیں 13؎

وہ اپنی رباعیات میں لوگوں کو منافقت ترک کرنے کا کہتے ہیں۔وہ جھوٹ سے بچنے اور پھر دوسروں کو اس کا درس دینے کا کہتے ہیں۔وہ نام نہاد لیڈروں اور نام نہاد مولویوں اور نام نہاد پیروں کے کردار پر سوالات اٹھاتے ہیں۔وہ ان لوگوں کے رویوں اور کرداروں پر بات کرتے ہیں جو اپنے اجداد کے ناموں پر لوگوں کو گمراہ کرتے اور بے وقوف بناتے ہیں۔

لیڈر ہو کہ مولوی کہ پیر نقال
ہیں قابل افسوس یہ اس کے احوال
دنیا کے حصول کے لیے کرتا ہے
جو اپنے بڑوں کے نام کو استعمال 14؎

پیر نصیر الدین نے ان نام نہاد پیروں کے کردار پر سوال اٹھائے جو شریعت اور طریقت کے اصولوں سے بے بہرہ ہیں۔جو صرف اپنے اجداد کے نام کی وجہ سے سجادگی سنبھال کے بیٹھے ہیں۔جو صرف نذرانے اکٹھے کرتے ہیں اور دین کی اصل تعلیمات سے واقف نہیں وہ اپنی رباعیات میں اس طرح کے جعلی پیروں کے کردار کو بیان کرتے ہیں وہ ان کو اصلاحِ احوال کا کہتے ہیں۔

حرص اور ہوس کے اس صنم کو توڑو

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

اس کھوکل جھاڑ پھونک سے منھ موڑو
سنت ہے رسولوں کی جہادِ میداں
غازی بنو ، سجادہ نشینی چھوڑو 15؎

پیر نصیرالدین موجودہ خانقاہی نظام میں تبدیلی کے خواہاں تھے وہ چاہتے تھے کہ خانقہ میں درس وتدریس کا انتظام ہو لوگ دینی و دنیاوی علوم سے آراستہ ہوں جب انھوں نے خامیوں کی نشاندہی کی تو بہت سے لوگ ان کی مخالفت میں آگے تھے۔ پیر نصیر حق اور سچ کے علمبردار تھے انھوں نے سچ اور حق کی بات پوری زندگی کی۔ مخالفین کی مخالفت کے باوجود حق اور سچ کو بیان کیا ہے اس پر ڈٹ کر کھڑے رہے۔

پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی لکھتے ہیں:

"پیر نصیرالدین نصیر کے ہاں اعتماد تھا اپنے مطالعے پر قدرے فخر بھی تھا۔ مگر یہ سچ ہے کہ ان کے اندر کا ایقان ہر مرحلے پر جلوہ گر تھا۔ میں نے کئی محفلوں میں ان کی گفتگو سنی ہے بلاشبہ شک وریب سے پاک ہوتے تھی بلکہ بعض اوقات ضرورت سے زیادہ اعتماد کا مظہر ہوتی تھی۔ نجی محافل میں بھی سنا اور تنہائی کی مجلسوں میں بھی گفتگو کا موقع ملا۔ ان کا حرف حرف قبائے علم میں ملبوس ہوا کرتا تھا"16؎

پیر نصیرالدین نصیر نے اپنی رباعیوں میں حق بات کی ہے۔ لوگوں کے منافقانہ کردار اور حرص وہوس کو بیان کیا ہے۔ وہ عام وخاص لوگوں کے منافقانہ کردار کو طنز کا نشانہ بناتے ہیں ان کی حقیقت کو سامنے لاتے ہیں آج کل کے خانقاہی نظام علما واعظین کے کردار پر سوالات اٹھاتے ہیں ان کے ظاہر و باطن کے فرق کو اپنی رباعی میں سامنے لائے ہیں ۔

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

حوالہ جات

1۔ سوانح عمری سید نصیر الدین نصیر "قاری محمد رفیق چشتی ملتانی ریلوے روڈ صدر راولپنڈی اگست 2009 ص 6

2۔ ایضاً ص 8

3۔ علامہ فیض احمد فیض "مہر منیر" مطبوعہ جمال القرآن پرنٹرز لاہور ستمبر 2009 ص 51

4۔ سید نصیر الدین نصیر "اسلام میں شاعر کی حیثیت" پبلشرز ندارد ، سال: ندارد ص 35

5۔ پیر نصیر الدین نصیر "رنگ نظام" حمزہ پرنٹرز، راولپنڈی 2007ء ص 2

6۔ ایضاً ص 5

7۔ ایضاً ص 21

8۔ ایضاً ص 131

9۔ ایضاً ص 155

10۔ ایضاً ص 56

11۔ ایضاً ص 61

12۔ ایضاً ص 99

13۔ ایضاً ص 181

14۔ ایضاً ص 221

15۔ ایضاً ص 244

16۔ محمد اسحاق قریشی پروفیسر ڈاکٹر۔ مشمولہ مجلہ سہ ماہی، طلوع مہر، مہریہ نصیریہ پبلشرز گولڑہ شریف اسلام آباد 1431ھ ص 56